خدا ان کی اس سے زیادہ حوصلہ افزائی فرمائے۔

ہمیں یہ بھی معلوم ہوا کہ اس مدرسہ کا تمام کاروبار ایک ایسے شخص نے اٹھا رکھا ہے جسکو خدا نے بھلائی کیلئے پیدا کیا اور علم دوست بنایا ہے اور جس کے دل میں علوم وفنون کی اشاعت کی تڑپ اور اعلاء کلمۃ الحق کا جذبہ موجزن ہے ہم خدا کی ذات سے امید کرتے ہیں کہ وہ موصوف کی سعی کو مشکور ومقبول فرمائے گا۔ اور اسی کی بارگاہ میں درخواست ہے کہ وہ ان کے اجر وثواب کو دوگونہ کرے۔ نیز مدرسہ کو سلامتی کے ساتھ حیات جاودانی نصیب ہو اور اس کو اپنے فضل سے مختلف فوائد ونیک آثار کا سرچشمہ بنائے (آمین)۔

مسلمان اور دنیا

(چودہری عبدالغفور خاں صاحب زمیندار بیگووالوی (کپورتھلہ سٹیٹ)

مٹنے ہونگے چمن میں سینکڑوں نالے ہزاروں کے + کلیجہ تھام لو اب دل جلے فریاد کرتے ہیں

برادرانِ اسلام! جب تک مسلمان حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام کی تعمیل کرتے رہے۔ ارشاداتِ عالیہ کے آگے سرِ تسلیم خم کرتے رہے۔ احکام خداوندی کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے میں ساعی وکوشاں رہے، تب تک تو ہمارا بھی ستارۂ اقبال برج آسمانی پر درخشاں رہا۔ تختِ طاؤس ہمارے قدم چومتا رہا۔ تاجِ کنعانی وایرانی ہمارے زیب سر رہا۔ غرض تمام بحر وبر۔ دشت وجبل ہمارا رہا اور ہم خدا کے رہے ع تھی کونسی جگہ یاں سایہ نہ تھا ہمارا ؎

دونوں جہاں میں بارو آباد تھے تو ہم تھے + تعمیرِ دو جہاں کی بنیاد تھے تو ہم تھے

دیکھا پرکھ پرکھ کے آخر نظر پڑا یہ + گر نقد تھے تو ہم تھے نقاد تھے تو ہم تھے

لیکن جب ہم نے احکامِ شریعت کو پس پشت ڈال دیا۔ قرآنِ پاک کو بالائے طاق رکھدیا۔ صوم وصلوٰۃ کو ترک کردیا۔ تو پھر اسی چاہ ضلالت میں گرے۔ جہاں سے اس سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں نورِ ہدایت بنکر نکالا تھا۔ پھر اسی تاریک راستے کے راہرو بنے جس سے اس خضر صفت نے ہمیں پکڑ کر شاہراہ شرافت پر لا رکھا تھا۔ بدیں وجہ وہ مسلمان جن کے آگے ملائک سربسجود تھے۔ آج حیوانات بھی ان کو نظرِ استحقار سے دیکھتے ہیں۔ وہ مسلمان جو کسی بشر کے آگے جھکنے کو گناہ عظیم تصور کرتے تھے۔ آج ساہو کاروں کی دہلیز پر خود جبیں سائی کرتے پھرتے ہیں۔ وہ مسلمان جو غیروں کے لئے نور ہدایت تھے آج خود گمراہ ہیں۔ وہ مسلمان جنکے آگے شاہِ ہفتِ اقلیم بھی ہاتھ پھیلاتا تھا۔ جو دولت وثروت کو پائے استحقار سے ٹھکراتے تھے۔ آج بندۂ زر بنے ہوئے ہیں کوڑی کوڑی کے محتاج ہیں اور دربدر بھیک مانگتے پھرتے ہیں۔ وہ مسلمان جو بت شکن کہلاتے تھے۔ جنھوں نے نار کو نور کیا۔ قیصر وکسریٰ کو تاخت وتاراج کیا۔ خیبر کو پامال کیا۔ سومناتھ کو نیست ونابود کیا۔ آذر کے بتخانے کو زیروزبر کیا۔ خانہ کعبہ کے تین سو ساٹھ بتوں کو ریزہ ریزہ کرکے وہاں

لاالہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا جھنڈا بلند کیا۔ آج وہ خود آذر بنے نظر آرہے ہیں۔ اور دو دو پیسے پر بت تو کیا بلکہ اپنے ایمان فروخت کر رہے ہیں (نعوذ باللہ من ذالک) دس روپے کے لالچ میں آکر اپنی قوم کی جڑیں خود کاٹنے کو تیار ہو جاتے ہیں۔ کہیں سرکاری نبی بن کر بھولے بھالے مسلمانوں کو لوٹتے اور گمراہ کر رہے ہیں کہیں دوست نما دشمن بن کر اپنے پیٹ کی خاطر غداریاں اور ملت فروشیاں کر رہے ہیں۔

برادران ملت! یہی وجہ ہے کہ دنیا ہمارے لئے وبالِ جان بن رہی ہے اور ہمیں طرح طرح کی مصیبتیں برداشت کرنی پڑتی ہیں بقول حالی مرحوم ؎

گھٹا سر پہ ادبار کی چھا رہی ہے + فلاکت سماں اپنا دکھلا رہی ہے
نحوست پس و پیش منڈلا رہی ہے + چپ و راست سے یہ صدا آرہی ہے
"کہ کل کون تھے آج کیا ہو گئے تم + ابھی جاگتے تھے ابھی سو گئے تم"

اگر ہم کسی محکمے میں معمولی سے معمولی ملازمت کیلئے بھی جاتے ہیں۔ تو ہمیں وہاں سے کان پکڑ کر نکالدیا جاتا ہے۔ اگر کہیں آہ و پکار کرتے ہیں تو شنوائی نہیں ہوتی۔ اگر خود خدمتِ سرکار میں حاضر ہونا چاہیں تو رسائی نہیں ہوتی۔ غرض ہر محکمہ میں ہر آفس میں۔ ہر عدالت میں۔ ہر عہدہ پر برادرانِ وطن قابض ہیں۔

برادران اسلام! یہ ظلم و ستم تو ہم پر صرف برادرانِ وطن اور دیگر اصحاب کے ہیں۔ اب دوسری طرف عذاب خدا کا بھی خیال کیجئے۔ کہ کس طرح خدا کے عام عذاب صورت بدل بدل کر ہم پر آرہے ہیں کبھی طاعون کی صورت میں۔ کبھی ہیضہ کی شکل میں۔ کبھی قحط سالی و گرانی کے رنگ میں کبھی زلزلہ کے روپ میں۔ کہ کس طرح صوبہ بہار اور کوئٹہ جیسے عظیم الشان شہر کو ایک آن کی آن میں نیست و نابود کر دیا جس گلستاں میں طوطی ہزار داستان نغمہ زن تھی۔ آج اس میں بوم ڈیرے ڈالے ہوئے صدائے عبرت لگا رہے ہیں اور وہ بشر جو اپنے آپ کو دولت میں قارون۔ عقل میں افلاطون اور رعونت میں فرعونِ زماں خیال کرتے تھے۔ آج کس طرح زیر خاک دبے پڑے ہیں کہ کہیں ان کا نام و نشان تک نہیں ملتا۔ فاعتبروا یا اُولی الابصار۔

اس بدترین حالت میں جب میں اپنے برادرانِ اسلام کو دیکھتا ہوں تو بے ساختہ دل سے ایک آہ نکلتی ہے۔ اور حیران و ششدر رہ جاتا ہوں کہ وہ مسلمان جو صرف پیدا ہی بلند ہونے کو ہوئے ہوں کیا ایسے پست اور ذلیل و خوار ہو سکتے ہیں۔ نہیں ہرگز نہیں ایسے ذلیل نہیں ہو سکتے۔ بشرطیکہ مسلمان ہوں۔ جب ہم مسلمان ہی نہیں رہے تو پھر ان مصائب والآئم اور ظلم و ستم کا کیا شکوہ۔ ہم خود راہِ مستقیم چھوڑ کر بھولے بھٹکے پھرتے ہیں۔ ہم نے اس رحیم و کریم کو چھوڑا وہ ہمیں چھوڑ بیٹھا۔ بقولِ اکبر ؎

وہ غیرتیں وہ صبر وہ ایمان ہیں کہاں + حُسنِ عمل کے دل میں وہ ارمان ہیں کہاں
اک غل مچا ہوا ہے کہ مسلم ہیں خستہ دل + پوچھے ذرا کوئی کہ مسلمان ہیں کہاں

برادرانِ ملت! ہمارے مکمل مسلمان نہ ہونیکی اور ان مصائب و تکالیف کے نازل ہونے کی اگر کوئی وجہ ہے تو

صرف دنیا کی الفت دین سے نفرت اور باہمی عداوت ہے۔ اگر ہم اس سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ حسنہ کو اپنا شعار بنائیں۔ ان کے قدم بقدم چلنے کی کوشش کریں تو ہماری یہ تمام خرابیاں اور مصیبتیں عنقا ہو جائیں۔ اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اس کمبخت دنیا سے کس طرح رہائی ملے۔ سو یہ میں سنائے دیتا ہوں کہ ایک دفعہ صحابہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا کی ضروریات انسان کو نہایت ہی پریشان رکھتی ہیں، حضور ہم لوگوں کو ترک دنیا کی تعلیم فرماتے ہیں۔ ہم اس کمبخت دنیا سے کس طرح رہائی حاصل کریں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسکراتے ہوئے ارشاد فرمایا۔ کہ صرف چار چیزیں ہیں جو دنیا میں لوگوں کو تباہ و برباد کرتی ہیں وہ یہ ہیں کہ اول کپڑا۔ دوسرا مکان۔ تیسرا کھانا۔ چوتھے بیوی۔ پس اگر تم ان پر فتح پانا چاہو تو میرے قدم بقدم چلو۔ چنانچہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ ۔ ترجمہ تحقیق تمہارے لئے اپنے رسول کا طریقہ اختیار کرنا بہتر ہے یعنی اسی کی طرح نماز پڑھو اسی کی طرح اپنی وضع وقطع بناؤ۔ اسی کی طرح کپڑا پہنو اسی کی طرح کا گھر بناؤ۔ پھر تم دیکھو گے کہ دنیا کا کوئی بکھیڑا تمہیں نہ ستائے گا۔ آپ فرماتے ہیں کہ جس طرح کسی چیز کسی جانور حیوان چرند پرند۔ ملک و مال کو ماتحت کرنے کیلئے۔ شمشیر تیر و تفنگ قفس اور فوج کی ضرورت ہے۔ اسی طرح دنیا کو اپنے ماتحت رکھنے کیلئے بھی کچھ عقل و ہمت اور علم و عمل کی ضرورت ہے۔

اول کپڑا ہے اگر تم صرف ایک جوڑہ کپڑے کا جو سادی وضع کا اور موٹا ہو پہنا کرو۔ کیونکہ زرق برق لباس ہی زیادہ تر دشمنی کا باعث ہے تو تم سے سب دشمن دور ہو جائیں گے اور تم عافیت سے رہو گے۔ دوسری تکلیف کھانے کی ہے۔ جس قدر پر تکلف کھانے کھاؤ گے۔ اتنا ہی معدہ اور انتڑیاں غلیظ ہونگی۔ بقول اطبا۔ پر تکلف کھانا کھانے والوں کے ہاں اولاد کم مگر بیماری زیادہ ہوتی ہے۔" اس لئے صرف ایک ہی ہنڈیا تمہارے گھروں میں پکا کرے اور وہ بھی بدل بدل کر۔ تمہارے دسترخوان پر طرح طرح کے کھانے نہ چنیں جائیں۔ کیونکہ ان کی بہم رسانی میں ضرورت بڑھ جائیگی۔ پھر تم لوگوں پر ظلم کرنے لگوگے رشوت لینی شروع کردو گے۔ نذر و نیاز لینے لگو گے۔ امانت میں خیانت کرنے لگو گے۔ کہیں تمہیں ملت فروشیاں اور غداریاں کرنی پڑیں گی۔ اور کہیں تمہیں قرض لینا پڑیگا۔ مگر یاد رکھئے قرض لیکر کھانے سے فاقے سے رہنا بہتر ہے اب رہا مکان۔ آپ فرماتے ہیں كُنْ فِي الدُّنْيَا كَأَنَّكَ غَرِيبٌ أَوْ عَابِرُ سَبِيلٍ وَعُدَّ نَفْسَكَ فِي أَهْلِ الْقُبُورِ (مشکوٰۃ) ترجمہ (اے انسان) تو دنیا میں مسافر بلکہ راہ چلتے مسافر کی طرح زندگی بسر کر۔ اور ہمیشہ اپنے تئیں مردوں میں گنتا رہ۔ اس سے معلوم ہوا کہ دنیا ایک سرائے ہے۔ اس کی مثال ایسی ہے جس طرح کوئی مسافر کسی سرائے میں رات گذار کر آگے اپنے سفر پر روانہ ہوتا ہے۔ یا جس طرح کسی بیابان میں کوئی سایہ دار درخت لگا ہوا ہو اور اس کے سایہ میں کوئی تھکا ماندہ مسافر چند منٹ ستانے کیلئے ٹھہر کر آگے روانہ ہوتا ہے۔ اب خیال فرمایئے کہ یہ ایوان قصر عالیشان اور یہ بلند مکان کس لئے۔ نہ جانے کس وقت موت کا بھوت چھاتی پر آسوار ہو اور عزرائیل علیہ السلام سے علیک سلیک ہو اور لوگوں کے کاندھوں پر سوار ہو کر شہر خموشاں کو جانا پڑے اور تاریکی لحد سے پالا پڑے +

سبحان اللہ! کیسی سادگی کی آپ نے اپنی امت کو تعلیم فرمائی ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ وضعداری اور لباس فاخرہ اور فیشن انسان کو خراب کرتا ہے یہ ظاہری چمک دمک تو ایک دھوکہ ہے۔